پاکستان: مسیحی برادری کے مسائل ——ڈپٹی اسپیکر بلوچستان اسمبلی کی نظر میں

جناب بشیر مسیح بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر ہیں۔ گزشتہ ۳۰ برسوں سے سیاسی میدان میں ہیں۔ ۱۹۹۳ء کے انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ (نواز شریف) کے ٹکٹ پر بلوچستان اسمبلی میں پہنچے اور نواب عبدالرحیم شاہنوانی کے مقابلے میں ڈپٹی اسپیکر چُنے گئے۔ جناب بشیر مسیح پنجاب یونیورسٹی لاہور کے گریجویٹ ہیں اور پاکستان کی چار صوبائی زبانوں کے ساتھ اُردو اور انگریزی پر عبور رکھتے ہیں۔ اُنھوں نے ایک انٹرویو میں مسیحی برادری کو درپیش مسائل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ

۱۔ کرسچن میرج ایکٹ میں ترمیم کا فیصلہ واپس لیا جائے۔ کرسچن میرج ایکٹ ۱۸۷۲ء کو اس کی اصل شکل میں بحال رکھنے کے لیے جدوجہد کرنا

۲۔ شریعت بل میں اقلیتوں کے خلاف بنائے جانے والے قوانین کو ختم کیا جائے۔ قاضی کورٹس میں اقلیتی وکلاء کو پیش ہونے کی اجازت دی جائے۔ پاکستان کے آئین میں تحریر ہے کہ اقلیتوں کو ملکی، مذہبی اور شہری آزادی حاصل ہے، لہذا ان کے حقوق کا تعین کیا جائے۔ مثلاً ہمارے مذہب میں طلاق نہیں ہے۔ اس ایکٹ کے تحت اگر ایک مسلمان لڑکا کرسچن لڑکی سے شادی کرے تو اس سے مسائل پیدا ہوں گے۔ ہمارے ہاں علیحدگی ہوتی ہے اور جب بھی میاں بیوی چاہیں واپس آباد ہوسکتے ہیں۔ ہماری لڑکی کو جب چاہے مسلمان لڑکا لے جاسکتا ہے۔ پابندی تو نہ ہوئی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو۔ اس ایکٹ ۱۸۷۲ء میں کرسچن لڑکی کی شادی مسلمان لڑکے سے نہیں ہوسکتی تھی۔

جناب بشیر مسیح سے جب پوچھا گیا کہ کیا وہ پاکستان میں اقلیتوں کو حاصل حقوق سے مطمئن ہیں تو اُنھوں نے کہا۔

پاکستان میں اقلیتوں کو جو حقوق حاصل ہیں، میں ان سے مطمئن نہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ۲۹۵- سی گستاخ رسول ﷺ کے حوالے سے بنایا جانے والا ماحول ہے۔ میں ذاتی طور پر کسی مذہب کے خلاف نہیں لیکن اگر گستاخِ رسول ﷺ کو سزا ملنی چاہیے تو پھر

حضرت یسوع مسیح کی شان میں بے ادبی کرنے والے کو بھی سزا ملنی چاہیے۔ کیوں کہ مذہب تو سب کے لیے قابلِ احترام ہے۔ جب مسلمان اہل کتاب ہیں تو ہم بھی اہل کتاب ہیں۔ کوئی بھی شخص اگر کسی بھی مذہب کے خلاف کچھ حرکت کرے تو اِس کو سزا ملنی چاہیے۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور، جمعہ میگزین، ۷ جنوری ۱۹۹۴ء)

"جداگانہ طریقِ انتخاب" کے خلاف مہم

اکتوبر ۱۹۹۳ء کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے انتخابی منشور میں واضح الفاظ میں وعدہ کیا تھا کہ

> پاکستان پیپلز پارٹی اس امر کو یقینی بنائے گی کہ اولاً اقلیتیں قومی دھارے کا حصہ بن جائیں۔ ثانیاً اُن کے مذہب، ثقافتوں اور اُن کی آبادی کے تناسب سے قانون ساز اداروں میں اُن کی نمائندگی کا تحفظ ہو۔ اس کے ساتھ ۱۹۷۳ء کے دستور کی وہ شق بحال کریں گے جس کے تحت اقلیتوں کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی تمام نشستوں کے لیے ووٹ دینے یا ان پر منتخب ہونے کا حق حاصل ہے۔ مزید برآں موجودہ تعداد میں ہر اقلیت کی نشستیں مخصوص رہیں گی۔

انتخابات کے نتیجے میں وفاقی سطح پر پاکستان پیپلز پارٹی اقتدار کی غالب شریک بن گئی مگر ابھی دستور میں ترمیم کا معاملہ آسان نظر نہیں آتا، تاہم پارٹی قیادت نے اقلیتوں اور بالخصوص مسیحی اقلیت کو خوش رکھنے کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ جناب جے - سالک وفاقی وزیر بن چکے ہیں اور مسیحی برادری کے مسائل کے سلسلے میں اقدامات کیے جا رہے ہیں، تاہم طریقِ انتخاب کے حوالے سے تبدیلی لانے کے لیے مسیحی برادری عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے اور اُنہیں سیاسی سطح پر سیکولر طبقے کی بھرپور تائید حاصل ہے۔

۷ جنوری ۱۹۹۴ء کو "ادارۂ امن و انصاف کراچی" کے زیر اہتمام "اقلیتی نمائندگی کے بارے میں آئین کا مطالعہ" کے موضوع پر ایک روزہ ورکشاپ منعقد ہوئی۔ ملک بھر سے ۶۱ مندوبین نے شرکت کی۔ مسیحی مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کے ساتھ غیر مسیحی سیکولر طبقے کی نمائندگی بھی تھی۔ اسقف حیدر آباد تقدس مآب بشیر جیون کی دعا سے ورکشاپ کا آغاز ہوا۔

اسقفِ اعظم ڈاکٹر سمین پریرا نے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا کہ "گزشتہ پندرہ سالوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے حقوق بتدریج غصب کیے جا رہے ہیں اور ہم مذہبی رہنما اساقف کو جداگانہ